عالم اسلام

حافظ محمد فیاض

ملک لاؤس میں اسلام اور اس کی تبلیغ

گذشتہ سال جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اُستاذ قاری محمد فیاض صاحب کو تبلیغی مقاصد کے تحت لاؤس میں کام کرنے والے اسلامی مشن کی معاونت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ موصوف وہاں دو سال سے مسلم اَقلیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ امسال موسم گرما میں جب وہ وطن عزیز میں چھٹیاں گزارنے کے لئے آئے تو انہوں نے اپنے مختصر تاثرات میں لاؤس میں مسلمانوں کی حالت ِزار کی نقشہ کشی کی۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے اس گفتگو کو ذیل میں پیش کیا جارہا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انفارمیشن کے اس دور میں بھی زمین کے ایسے حصے موجود ہیں جن تک اسلام کا مبارک پیغام پہنچانے کی شدید ضرورت ہے۔ ادارہ

چند دن قبل لاؤس سے میری واپسی ہوئی۔ مجھے وہاں ایک سال گزارنے کا موقعہ ملا۔ اس ایک سال کے دوران بے شمار چیزیں، ان کے کلچر اور ان کی تہذیب کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میری زندگی کا پہلا تجربہ ہے کہ غیر مسلموں کو اتنی قریب سے دیکھا۔ اس طرح مسلمانوں کی بے کسی اور بے بسی کا بھی مشاہدہ کیا اور اسلام کو انتہائی مشکل صورت میں پایا۔ یہاں اسی سفر کے حوالہ سے چند مشاہدات کا تذکرہ کروں گا۔ تاکہ وہاں کے حالات سے باقی دنیا بھی باخبر ہوجائے۔

لاؤس کے حدود اربعہ اور بنیادی معلومات وغیرہ کا تذکرہ کیے بغیر قارئین صحیح سمجھ نہیں پائیں گے۔

لاؤس کا نام

لاؤس کا اصل نام اس طرح ہے Laos Peoples Democredit Republic لاؤس پیپلز ڈیموکریڈٹ ریپبلک جس کو مختصر کرکے LAO.P.D.R کہتے ہیں۔

یہ ملک ایشیا کے جنوب مشرقی حصہ میں واقع ہے جس کے شمال کی طرف چین اور برما ہے۔ جنوب کی طرف کمبوڈیا، مشرق کی طرف ویتنام اور مغرب کی طرف تھائی لینڈ واقع ہے۔

تقریباً دو لاکھ مربع میل پر یہ ملک مشتمل ہے۔ آبادی تقریباً ساٹھ لاکھ نفوس ہے۔

مشہور شہروں میں: وین چن (دارالحکومت) لوپھرابانگ، پکسہ، لکساوٴ، سوانخ کھیت وغیرہ ہیں۔

لاؤس میں پہنچنے کے لئے تھائی لینڈ جانا پڑتا ہے کیونکہ پاکستان سے ڈائریکٹ لاؤس کی فلائٹ نہیں ہے اور اسی طرح پاکستان میں اس کی ایمبسی بھی نہیں ہے۔ اس طرح لاہور سے بنکاک (تھائی لینڈ کا دارالخلافہ) تقریباً چار گھنٹے کی فلائٹ ہے۔ پھر بنکاک سے بائی روڈ بھی راستہ ہے۔ اس صورت میں تھائی لینڈ کے اس بارڈر پر پہنچ جائیں جو لاؤس کے قریب ہے اس کا نام Nong Khi ہے۔

سرکاری مذہب اور کلچر

لاؤس کا سرکاری کوئی مذہب نہیں ہے۔ جبکہ ملک میں اکثریت کا مذہب ''بدھ مت'' ہے۔ ان کا کلچر، رہن سہن عام کفار سے بھی عجیب ہے۔ خنزیر اتنا عام ہے کہ ہم حیران ہوتے تھے کہ اتنا زیادہ خنزیر تو انگریز بھی نہیں کھاتے لیکن ان کے رہنے کا طریقہ بہت سادہ سا ہے۔ زیادہ ٹھاٹھ باٹھ کے قائل معلوم نہیں ہوتے۔ زیادہ تر چاول کھاتے ہیں۔ گندم وہاں نہیں ہے اور سبزیاں بھی زیادہ تر ان کی خاص ہیں جو ہم لوگ نہیں کھا سکتے۔ اور اَخلاقی لحاظ سے انتہائی بدتر قوم ہے، شراب نوشی، جسم فروشی وغیرہ بہت عام ہے۔ موجودہ وزیراعظم کا نام 'نوہاق فوم ساوان' ہے۔

نام نہاد جمہوریت: لاؤس شروع ہی سے غیروں کے ہاتھوں میں رہا ہے۔ کبھی اس پر امریکہ حکومت کرتا ہے، تو کبھی فرانس۔ ۱۹۷۵ء میں فرانس کے قبضہ سے آزادی ملی۔ پھر مقامی لوگوں نے زمام حکومت سنبھال لی۔ اب وہاں بقول بعض افغانستان جیسی صورتحال پیدا ہورہی ہے کیونکہ فرانس کے پنجہ سے آزاد کرانے میں کئی ایک تنظیمیں برسرپیکار تھیں۔ آزادی کے بعد ایک تنظیم نے قبضہ جمالیا اور اب دوسری تنظیمیں اس سے برسرپیکار ہیں۔ اس وجہ سے آج کل وہاں کا امن تباہ ہوکر رہ گیا ہے۔ بم دھماکے عام ہوگئے۔ جس کی وجہ سے سیکورٹی بہت بڑھا دی گئی ہے۔

قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ بظاہر لاؤس کی حکومت جمہوری ہے۔ مگر فی الحقیقت ایک کیمونسٹ حکومت ہے۔ جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۷۵ء کے قبضہ کے بعد آج تک وہاں انتخابات کا انعقاد نہیں ہوا۔ حالانکہ جمہوریت کی بنیاد ووٹنگ ہے اور بقول بعض یہاں کسی شخص کو مسلمان ہونے کی اجازت نہیں ہے اور اس طرح اسلامی کتب کا داخلہ ممنوع ہے۔ جبکہ تبلیغی جماعت کا داخلہ چند سال قبل کھولا گیا۔ مگر پھر بھی بارڈر پر ان کو گھنٹوں کھڑا کیا جاتا ہے۔ مختلف طریقوں سے تنگ کیا جاتا ہے۔

لاؤس میں اسلام

تقریباً چالیس سال پہلے لاؤس کی طرف مسلمانوں کے دو گروہوں نے ہجرت کی۔ ایک گروہ کا تعلق کمبوڈیا سے تھا جو تاحال جاری رہنے والی خانہ جنگی سے بھاگ کر آئے تھے اور دوسرے کا تعلق پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے ممالک سے ہے۔ ان دونوں گروہوں نے دارالحکومت وین چن میں ڈیرہ لگایا۔ پھر آہستہ آہستہ ۱۹۷۳ء کے لگ بھگ ان دونوں نے مل کر ایک ایسوسی ایشن قائم کی۔ اس ایسوسی ایشن نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جس کا نام ''جامعہ مسجد ویلچن'' رکھا گیا۔ جب فرانس کی حکومت قائم ہوئی تو مقامی لوگوں نے اس مسجد کا کنٹرول سنبھالا۔ چونکہ اس وقت نظامِ حکومت کیمونسٹ تھا لہٰذا لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے لاؤس سے بھاگنا شروع کردیا۔ کوئی امریکہ، کوئی سویڈن بھاگ گیا اور بہت تھوڑے

مسلمان باقی رہ گئے۔ ایک دن حکومتی اہلکار مسجد میں بھی آ گئے۔ سب لوگ گھبرا رہے تھے کہ اب یہ مسجد کو شہید کردیں گے مگر اللہ نے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ وہ کچھ دیر بیٹھے رہے، پھر پوچھا: تم لوگ یہاں کیا کرتے ہو۔مسلمانوں نے کہا: نماز پڑھتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔انہوں نے نماز دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ پھر نماز دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس چلے گئے۔

کئی سال سب مسلمان اسی مسجد میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ یہی کل اسلامی اثاثہ تھا۔ پھر چند سال کے بعد کمبوڈیا کے مسلمانوں نے دوری کی وجہ سے ایک الگ مسجد قائم کرلی۔جس کا نام ''جامعہ مسجد اظہر'' رکھا گیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس ایسوسی ایشن کی شاخیں بنا دی گئیں۔ اب پاکستانیوں کی ایک شاخ ہے۔ اس طرح ایک شاخ ہندوستان اور کمبوڈیا والوں کی ہے۔ پاکستانیوں کے چیئرمین آف مسلم ایسوسی ایشن گلزار خان ہیں۔اس تنظیم میں فی الحال تقریباً ۲۰۰ ارکان ہیں۔ اس طرح ہندوستان کی تنظیم کا چیئرمین عبدالرحمٰن سلاپا ہے۔اور کمبوڈین تنظیم کے سربراہ یحییٰ اسحاق ہیں۔ یعنی پورے ملک میں مسلمانوں کے پاس یہی دو مسجدیں ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی مکتب، مدرسہ، یونیورسٹی وغیرہ نہیں ہے۔

مسلمانوں کی معیشت

مسلمان مجموعی طور پر معیشت کے لحاظ سے معمولی ہیں۔ اکثر پاکستانی کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ جبکہ اکثر ہندوستانی میک اپ وغیرہ کا سامان بیچتے ہیں۔ اس طرح کمبوڈیا کے رہنے والے مختلف کام کرتے ہیں لیکن چونکہ ان کی کرنسی Kip پاکستان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ یعنی ایک پاکستانی روپیہ وہاں تقریباً ۲۵۰ روپے میں فروخت ہوتا ہے۔کرنسی کے اس تفاوت کی وجہ سے مقامی لوگ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں کو بہت امیر سمجھتے ہیں۔ لیکن مجموعی صورتحال کو دیکھا جائے تو میرے خیال کے مطابق پاکستانی، اہل ہند سے مضبوط ہیں۔ ویسے پورے ملک کے لحاظ سے نارمل پوزیشن میں آتے ہیں۔

مسلمانوں میں اسلام

اس لحاظ سے مسلمان بہت پیچھے ہیں۔ دینی تعلیم کا شوق اور ولولہ بہت کم پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل مفقود ہو چکا ہے۔ اسلام انتہائی دگرگوں حالات کا شکار ہے۔ راقم کے علاوہ پورے ملک میں صرف ایک شخص نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ مسجدیں نمازیوں سے خالی ہیں۔ بہت کم لوگ قرآن پڑھنا جانتے ہیں اور ان کی اولادیں اس سے بھی زیادہ جاہل ہیں۔ صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں:

ایک دفعہ میں ظہر کی نماز پڑھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۲۴ یا ۲۵ سال تھی۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ''قاری صاحب آپ اتنی آہستہ آواز سے قراءت کیوں کرتے ہیں؟ آج میں نے بہت کوشش کی۔ مگر آپ کی آواز سنائی نہ دی۔ پھر میں نے اس کو آرام سے سمجھایا کہ بھائی ظہر کی نماز میں قراءت اونچی نہیں ہوتی بلکہ آہستہ آہستہ قراءت ہوتی ہے جو صرف خود کو ہی سنائی دے سکتی ہے۔ تو وہ بہت حیران ہوا۔ کہنے لگا کیوں؟ میں نے اس کو کچھ تفصیل بھی بتلائی۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟

لاؤس میں تبلیغ

لاؤس میں تبلیغ کا صرف نام ہے۔ جیسا کہ میں نے پچھلے صفحات میں ذکر کیا کہ کمیونسٹ حکومت

کی وجہ سے تبلیغ میں بہت زیادہ رکاوٹیں ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حکومت باقاعدہ تبلیغی جماعت کی نگرانی کرتی ہے۔

۲۔ حکومت مساجد کو کھل کر کام نہیں کرنے دیتی۔

مثلاً (۱) مسجد کی چھت پر لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہیں۔

(۲) اندرونی سپیکرز پر بھی بہت زیادہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

(۳) کسی عالم کا ویزہ حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ مجھے بھی اس وقت تک ویزہ نہیں ملا، جب تک میں نے ٹائی نہیں لگائی۔

۳۔ اسلامی کتب کا داخلہ قطعاً منع ہے۔

۴۔ بقول بعض عرب حضرات کو اسلامی مرکز قائم کرنے کی اجازت نہیں۔

۵۔ ۱۹۹۲ء سے پہلے تبلیغی جماعت کا داخلہ ممنوع تھا۔

۶۔ اب بھی تبلیغی جماعت کو بہت تنگ کیا جاتا ہے۔

افسوس کہ انہی وجوہات کی بنا پر ایک بھی مقامی شخص مسلمان نہیں ہے۔ اس سے زیادہ افسوس کیا ہوگا۔ ان حالات کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ مگر سوائے کفِ افسوس ملنے کے ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ان کو یا ان کی نسلوں کو اسلام کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

بعد نمازِ عصر — تقریب **اِختتامِ صحیح بخاری**

بعد نمازِ عشاء — تقریب **تکمیل قراءات سبعة ومحفل تجوید وقراءات**

مہمانانِ خصوصی **ائمۂ حرمین شریفین** اور عرب ممالک کی ممتاز علمی شخصیات

مؤرخہ ۲ نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات، بعد از عصر تا نصف شب بمقام جامعہ لاہور الاسلامیہ

تکمیل بخاری شریف	سیرۃ بخاریؒ پر خطاب	تکمیل قراءاتِ سبعہ	مقام قراءات پر خطاب
شیخ الحدیث	شیخ الحدیث	شیخ القراء	شیخ القراء
مولانا عبداللہ امجد چھتوی	حافظ ثناء اللہ مدنی	قاری محمد عزیر صاحب	قاری احمد میاں تھانوی

بعد نماز مغرب

معالی الدكتور شیخ عبداللہ بن ابراہیم آل الشیخ، وزیر عدل، مملکتِ عربیہ سعودیہ

فضيلة الدكتور شیخ صالح بن غانم السدلان، ممتاز عالم مفتی، مملکتِ عربیہ سعودیہ

مرکز علامہ البانی کے مدیر شیخ علی حسن حلبی، اُردن اور ڈاکٹر خالد مذکور، کویت

جامعہ ہذا کے متنوع شعبوں سے فارغ ہونے والے طلباء کو اسناد تقسیم کریں گے -- (ان شاء اللہ تعالیٰ)

حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ 91/ بابر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ ☎ 5837339,5852591 5866396,5866476